

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

گلدستہ سخن

مختلف موضوعاتی نظموں کا مجموعہ

مصنف

محمد امان علی شاقب صابری

۱۹۹۱ء

پتہ

مکان نمبر ۶۶۷-۸۰۲۲ عقب مسجد یکخانہ پرانی حویلی

حیدرآباد ۵۰۰۰۰۲
فون ۵۲۶۹۱۹

ارباب وفا کی کاوش سے اب اونچ پہ ہے اسکا انجم
سنگریزہ ہوا بڑھکر جو ہر بہرہ در دنگر دنگر

یارب یہ قیامت تک یونہی سرسبز رہے شاداب رہے
ملت کا رہے ارمان پرور بہرہ در دنگر دنگر

نادیر سلامت ہوں ہم میں یارب یہ حمید پر فیض
ملت کو دیا ارمان نگر بہرہ در دنگر دنگر

دیکھا جو یہاں آکر اسکو ثاقب کے بوں پر ہے یہ دعا
پو فیض رہے یوں تا محشر بہرہ در دنگر دنگر



جامعہ نظامیہ

اک دین کا اجالا جامعہ نظامیہ ہے
انوار کا نظارہ جامعہ نظامیہ ہے

افلاک کا کنارا جامعہ نظامیہ ہے
جلدِ بریں کا رستا جامعہ نظامیہ ہے

بغداد و اندلس کی کرنوں کا ترجمان ہے
ازہر کی شان والا جامعہ نظامیہ ہے

درسِ حدیث و قرآن، مقول اور منقول
اک جلوہٴ مدینہ جامعہ نظامیہ ہے

اللہ کے ولی نے جن کو کیا ہے قائم
جو حشر تک چلے گا جامعہ نظامیہ ہے

سرکارِ دو جہاں کی مرضی کا اک علم ہے
گہوارا عالموں کا جامعہ نظامیہ ہے

آقائے دو جہاں کی حاصل ہے برجائیت
رحمت کا شامیانہ جامعہ نظامیہ ہے

ہیں مرتضیٰ آدابِ شہرِ علوم آبِ مشک
آئینہ مرتضیٰ کا جامعہ نظامیہ ہے

یہ انبیائے تئیں بھی اور اولیائے تئیں بھی
تعظیم کا صحیفہ جامعہ نظامیہ ہے

ہر گوشہ جہاں میں تنویرِ جسکی پہونچی
اک ایسا ماہ پارا جامعہ نظامیہ ہے

اک سازِ معرفت ہے اک نغمہ ولایت
توحید کا نظارہ جامعہ نظامیہ ہے

ہم ایسے سینوں کی تعلیم و تربیت کا
اک مرکزی ادارہ جامعہ نظامیہ ہے

مشرق کی وادیوں میں اس ہند کی زمیں پر
اک نور کا منارا جامعہ نظامیہ ہے

بازار میں دہاں کے ہوگی اسی کی وقت
محشر کے دن کا سکھ جامعہ نظامیہ ہے

خوش بخت ہیں نالے اسکے ملیں بنے جو
انوار کا سفینہ جامعہ نظامیہ ہے

دلیں بسا ہوا نظروں میں جلوہ گر ہے
ہم سینوں کا ملجا جامعہ نظامیہ ہے

کرتے ہیں جو اعانت مقبول شاہ دیں ہیں
حنات کا وسیلہ جامعہ نظامیہ ہے

کرتے ہیں کچھ ادارے ایمان کی تجارت
ایمان کا بھروسہ جامعہ نظامیہ ہے

باطل کی آندھیوں پر یہ مسکرا رہا ہے
اسلام کا ہمالہ جامعہ نظامیہ ہے

سربِ عقیدتوں کا ٹکرا کے پاش ہو گا
اک سنیت کا قلعہ جامعہ نظامیہ ہے

چھونکوں سے یہ کسی کی ہرگز نہ بچھ سکے گا
یہ اک چراغِ طیبہ جامعہ نظامیہ ہے

کچھ ہوں تو ہوں مخالف دو چار سیکڑوں میں
ہر ایک کو پیارا جامعہ نظامیہ ہے

اس کا نشہ نہ سر سے تاحشر جا سکے گا
اک ایسی مے کا پیالہ جامعہ نظامیہ ہے

ایمان کی حلاوت جسکی ضمیر میں ہے
وہ اک حسین سودا جامعہ نظامیہ ہے

عرفان دیں کا اسکو اک کوہ نور کیے
جس سے نظر ہو خیرہ جامعہ نظامیہ ہے

خوشبو و رنگتوں کی ہے جس میں آفرینش
گلشن یہہ اک نیارا جامعہ نظامیہ ہے

دنیا کی ہرز میں پر پہونچی ہیں جسکی کرنیں
روشن یہہ اک ستارا جامعہ نظامیہ ہے

گھٹلے ہیں غفہ بک مشکل بھی سارے اس جا
اسرار کا شناسا جامعہ نظامیہ ہے

اک مرد حق نما کی کوشش کا ہے نتیجہ
توحید کا سراپا جامعہ نظامیہ ہے

حافظ بھی اور عالم کتنے یہاں سے نکلے
وحدت کا رخانہ جامعہ نظامیہ ہے

اسکے شیوخ سارے گلہائے خوشنما ہیں
پھولوں کی ایک مالا جامعہ نظامیہ ہے

آئی ہے ترجمانی ثاقب تیرے مقدر
قدرت کا ایک تحفہ جامعہ نظامیہ ہے



طُورِ بَیْتِ الْمَالِ

قابلِ صدقہ و دولت طُورِ بَیْتِ الْمَالِ ہے
ہم مسلمانوں کی عزت طُورِ بَیْتِ الْمَالِ ہے

ارتباطِ انفرادیت سے اک گلشن بنا
اجتماعیت کی نہکت طُورِ بَیْتِ الْمَالِ ہے

زندگی کی کامرانی اپنے دامن میں لئے
پائنتا ہے جو مسرت طُورِ بَیْتِ الْمَالِ ہے

سچ ہے اس پر بندہ منان کا احسان ہے
اور قدرت کی کرامت طُورِ بَیْتِ الْمَالِ ہے

فیضِ ربانی ہے حاصلِ لطفِ سبحانی ہے ساتھ
بن گیا مینارِ عظمت طُورِ بَیْتِ الْمَالِ ہے

ناز اس کے معتمد کا ہر بلندی پر ہے حق
کا مرائیوں کا مروت طور بیت المال ہے

قوم کی بہبود کا اور سرفرازی کا امین
یہ خلافت کی وراثت طور بیت المال ہے

عالم اسلام میں بھی فخر کے قابل ہے یہ
بن گیا دربان ملت طور بیت المال ہے

روشنی اس کی بڑھا کر رشک تہر و ماہ کرو
اک چراغِ شام امت طور بیت المال ہے

حسنِ انتظام کا ہر ایک کامل معترف
قابلِ صدر رشک و حیرت طور بیت المال ہے

ہے افادیت میں اپنی منفرد یہ بے گماں
شاہکارِ نازِ اُمت طور بیت المال ہے

اک ذریعہ ہے پس اندازی کا اور حسنت کا
اک رختِ خیر و برکتِ طوریتِ المال ہے

سود کے ایوان میں اک زلزلہ ہی آگیا
ساہوکارہ کی قیامتِ طوریتِ المال ہے

اہلِ صنعت اور تاجرِ دولتوں اس سے شاماں
دے رہا ہے جو فراغتِ طوریتِ المال ہے

یا سہنِ ذی حوصلہ افراد کی کمر کے مدد
دور کرتا ہے جو غربتِ طوریتِ المال ہے

تاجروں کی بھی کمرِ مضبوط اس سے ہو گئی
جس سے بلتی ہے تجارتِ طوریتِ المال ہے

شادیاں نادار کی آسان اس سے ہو گئیں
وہ جو کرتا ہے اعیانتِ طوریتِ المال ہے

مسجد میں ہوں مدرسے ہوں یا مغربے بیوگان
ان کی کرتاہے کفالت طور بیت المال ہے

باہنر افراد ملت کیلئے خورشید ہے
جس سے ملتی ہے حرارت طور بیت المال ہے

خواب گاہ طور کی اسکیم ہو گی کامیاب
کر رہا اک ایسی خدمت طور بیت المال ہے

قرض حسنہ دیجئے اور قرض حسنہ لیجئے
ایک اہم قومی ضرورت طور بیت المال ہے

اسلئے نا قب کے دل میں قدراؤ کی بڑھ گئی
ایک نعمت فی الحقیقت طور بیت المال ہے



وقت کا تقاضا

ریس کو دیکھ کر اب ہے آنسو رواں دیکھے چار جانب ہے بربادیاں
 آج جیلوں میں ہیں پھول سے نوجواں جل رہے ہیں مکاں اٹھ رہے دھواں
 آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
 وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

جب فسادات بھڑکے مکاں جل گئے سب نے دیکھا ہے اکثر رکاں جل گئے
 کچھ ادھر کچھ یہاں کچھ دہاں جل گئے عورتیں، بچے اور نوجواں جل گئے
 آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
 وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

کیل تلوار و خنجر کا ہے چار سو زخم خوردہ نظر آتے ہیں کو بہ کو
 کچھ فسادات چھپ کر تو کچھ روبرو لازم کا سا ہے منظر کبھی دوبہ
 آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
 وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

ہیں صادمی مسلح کھڑے اک طرف اور پوس ہتھار سے اک طرف
 قائدین اور لیڈر پڑے اک طرف لوگ سارے ہیں سہمے ہوئے اک طرف
 آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
 وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

کچھ وہ ظالم جو باندھے ہیں اپنی کمر اپنے انجام سے ہیں محض بے خبر
 نیک انسان آفات سے یوں نہ ڈر نصرتِ حق پہ رکھ صرف اپنی نظر
 آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
 وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

اک طرف فرقہ واری جتوں کی پہل اک طرف اس کا ہوتا ہے ردِ عمل
 سب کے سب ہیں ایسی کھیل ہیں کھل پارٹی ہو پریشد ہو یا کوئی دَل
 آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
 وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

اپنا شیوا نہیں نالہ درد و غم آزمائشِ میسر ہوں اپنے ثابت قدم
 ٹوٹنے پائے ہرگز نہ اپنا بھدم مانگے اپنے مالک سے لطف و کرم

آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

کوئی مرتا نہیں حکم خالق بنا تھا یہ ایقان حضرت علی مرتضیٰ
آپ تنہا ادھر دشمنوں کا پرا سب یہ غالب رہے بن کے شیر خدا
آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

عزم راسخ پہلا ہے آفات میں ہر احبال ہے اپنی روایات میں
کام اپنا ہے ہمت سے خطرات میں گھوڑے دوڑاے و بحر ظلمات میں
آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

وہ جو سب کی حمایت پہ مامور ہیں وہ جامعیت سے مظلوم کی دور ہیں
راہبر اور لیڈر بھی مجبور ہیں وہ بھی فرقہ پرستی سے محذور ہیں
آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

بے قصوروں پہ حملہ یہ اچھا نہیں یہ خدا کو کسی کو گوارا نہیں
 ہاتھ کزور پر تو اٹھانا نہیں ظالموں پر مگر رحم کھانا نہیں
 آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
 وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

غیر مسلم کہے ہم کو نہیں دشمنی چاہتے ہیں کہ پر امن ہو زندگی
 اپنا مذہب سکھاتا ہے یہ کوی بھی بھائی اک دوسرے میں سیادنی
 آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
 وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

اخوت و غم گساری کو اپنایے ہیں جو پسماندہ ان کے کام آئے
 غیر مسلم کو اسلام سمجھائیے خود بھی اس پر عمل کر کے دکھلائیے
 آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
 وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

اختلافات باہم کو اب چھوڑ دو اب تو کندھے سے کندھا ملا کر چلو
 دشمنوں کے ارادوں کو پہچان لو ایک مضبوط دلواریں بن کر رہو

آپسی دشمنی چھوڑ دو جھکائیو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

دورِ اکبر جہانگیر اور شاہجہاں قابلِ ناز تھا دورِ امنِ اوماں
سب روادار تھے آصفی حکمران مل کے رہتے تھے سب اور تھے شادمان
آپسی دشمنی چھوڑ دو جھکائیو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

اُن کو کب تک یہ سوزِ دروں چاہیے بربریت کو اچھڑ گلوں چاہیے
حالِ اکے سوا کما زبوں چاہیے ظلمِ مہرِ پٹا اب سکوں چاہیے
آپسی دشمنی چھوڑ دو جھکائیو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

پھر الٹ دی ہے تاریخ اپنے ورقِ خونِ انساں سے رنگیں بول ہے اُفت
اب زمانہ ہمیں دے رہا ہے سبقِ مردِ میداں بٹل ہے پھر بہر حق
آپسی دشمنی چھوڑ دو جھکائیو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

وقت کے اس تقاضے کو پہچان لو حق تعالیٰ کی مرضی پہ چلتے رہو
 چاک ہونے نہ دو دامن صبر کو اپنے سرکارِ رحمت کو آواز دو
 آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
 وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

ہم ہیں ابتلائے آدمِ برے یا بھلے اور مصائب کے دامن میں ہیں پلے
 آئیے آدمیت کے پرچم تلے سطح دریا پہ کشتی سلامت چلے
 آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
 وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

غمزدوں دکھ بھروں کی حمایت کرو مال و دولت سے اُن کی اعانت کرو
 خوش عقیدت کو شمعِ ہدایت کرو دین اسلام کی دل سے خدمت کرو
 آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
 وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

اور لرزتا ہے ثاقب کے ہاتھوں قلم دیکھ کر چار جانب یہ ظلم و ستم
 ہم جو کتنے رہیں گے نہیں اس کا غم خوں سے روشنی رہے اپنی شمعِ حرم
 آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
 وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

تقصیم بر مصرع بلاکشانِ محبت بہ کوئے یارِ روند
محبت کے مارے اپنے محبوب کی گلی میں جاتے ہیں (صبح دم)

بہ کعبہ لوگ برائے ثواب جاتے ہیں بہ میکہ پئے جامِ شراب جاتے ہیں
کوئی بہ محفلِ چنگ در باب جاتے ہیں در امیر پہ خانہ خراب جاتے ہیں
بلاکشانِ محبت بہ کوئے یارِ روند

جن میں کوئی برائے بہار جاتے ہیں بہ بکھر دُرِ شاہوار جاتے ہیں
کوئی بہ صحرا برائے شکار جاتے ہیں غلامِ پیشِ رخِ شہر یار جاتے ہیں
بلاکشانِ محبت بہ کوئے یارِ روند

کوئی تو آپ میں سر کو چھپائے رہتے ہیں کوئی نگاہ کسی پر اٹھائے رہتے ہیں
کوئی خیال کی محفلِ سجاوے رہتے ہیں تصویلات کی شمع جلانے رہتے ہیں
بلاکشانِ محبت بہ کوئے یارِ روند

خدا کے گھر کو ہزاروں ہزار جاتے ہیں نبی کے در پہ تو پیر وادہ ہزار جاتے ہیں
 قرار لینے گئی بیقرار جاتے ہیں فدا سب ان علیٰ ہر مزار جاتے ہیں
 بلا کشانِ محبت بہ کوئے یار لوند

تقاضے عشق کے عاشق کو لیکے جاتے ہیں جمالِ یار کے جلوئے اُسے دکھاتے ہیں
 و فرِ شوق کبھی بن کے قاصدِ جانان وصالِ یار کی خوشخبریاں سناتے ہیں
 بلا کشانِ محبت بہ کوئے یار لوند

نسیم صبح کبھی گنگنائی رہتی ہے کلی کو دیکھ کلی مسکراتی رہتی ہے
 کون جہاں کیلئے جگمگاتی رہتی ہے زمیں پہ اوس پمیلہ سکھاتی رہتی ہے
 بلا کشانِ محبت بہ کوئے یار لوند

پندِ نغمہ تسبیح جب سناتے ہیں اذان کہہ کے موزن اُدھر بلاتے ہیں
 مرثیوں کو جہرِ اکاۓہ لیکے جاتے ہیں کسان جا کے بہت دور چل جلاتے ہیں
 بلا کشانِ محبت بہ کوئے یار لوند

کبھی وہ پیار سے اپنے گلے لگاتے ہیں کبھی یہ دامنِ رحمت میں سر چھپاتے ہیں
 کبھی تو ملتے ہیں دستگیروں کی پناہ سنبھال لیتی ہیں جب بھی یہ دگر لگاتے ہیں
 بلاکشانِ محبت بہ کوئے یار طوطہ مند

کوئی غور میں محمور بن گئے رہتے ہیں کوئی توشہ دولت میں چور رہتے ہیں
 مگر ہم اُنکے دوانوں کو کیا کہیں ثاقب جہاں کو چھوڑ کے اُن حضور رہتے ہیں
 بلاکشانِ محبت بہ کوئے یار لعل مند



● قصیدہ شبِ معراج

مرحبا مرحبا شبِ معراج
رفتِ مصطفیٰ شبِ معراج

دیدنی تھی زمیں، فلک کی فضا
جب وہ دلہا چلا شبِ معراج

ہمراہی میں تھے ہزاروں ملک
یوں چلا قافلہ شبِ معراج

رقص کرتی رہی تبسم سے
رحمتوں کی گھٹا شبِ معراج

تجو نظر ارہ کائنات رہی
وقت بھی رک گیا شبِ معراج

عرش سے فرش تک محیط رہا
نور کا سلسلہ شبِ معراج

اُن کی پرواز عرش کی جانب
تھی گماں سے سوا شبِ معراج

بیت مقدس میں وہ امام بنے
مقتدی انبیاء شبِ معراج

ابتداء عروجِ مصطفوی
سردۃ المنہستی شبِ معراج

رک گئے جبریلؑ تو خود ہی
طلے کیا راستہ شبِ معراج

خُور و غماں سبھی تھے شیدائی
یوں تھے جلوہ نما شبِ معراج

حکمِ رب تھا کریں ملکِ سایے
جنتِ آراستہ شبِ معراج

سیر کروائی اپنے بندہ کو
ذاتِ پاک خدا شبِ معراج

دیکھیں آیاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی
یہ تھی رب کی رضا شبِ معراج

عرش کے پاس غوثِ اعظم نے
اپنا کندھا دیا شبِ معراج

سیرِ جنت کیا فلک دیکھے
رازِ قدرت کھلا شبِ معراج

چوم کر اُن کے پائے اقدس کو
عرش بھی خوش ہوا شبِ معراج

دیکھتے ہی حضور کو رب نے
اُن مہنی کہا شبِ معراج

قَابِ قَوْسِیْن کا طرّہ اعزاز
ان کے سر پر سجا شبِ معراج

حق نے ہمارے رخ کی سند دیدی
رو برو تھا خدا شبِ معراج

وصل پر شوقِ عرش نے دیکھا
نور سے نور کا شبِ معراج

راز کے سائے اٹھ گئے پرف
یوں ہوا سا منا شبِ معراج

اپنی اُمت کی مغفرت چاہی
اس کا مژدہ ملا شبِ معراج

اپنی معراج بیتِ گئی ہے نماز
رب نے تحفہ دیا شبِ معراج

بیتِ مقدس میں عرشِ جنت میں
انکا ڈنکا بجا شبِ معراج

الْتِمَاتِ وَالصَّلَاةُ وَسَلَامٌ
باہمی تذکرہ شبِ معراج

دیکھتے ہی رہے کلیم اللہ
جلوہ حق نما شبِ معراج

ناز کر تل ہے ثاقبِ حِشتی
یہ قصیدہ لکھا شبِ معراج

فضیلتِ شبِ براءت



لائی رحمتوں کا تحفہ شبِ براءت
دیتی ہے مغفرت کا مژدہ شبِ براءت

مِلتا ہے برکتوں کا سودا شبِ براءت
سجھا ہے نعمتوں کا ڈیرا شبِ براءت

مخلوق پر تہریاں ہوتا ہے ربِ اکبر
اعٹا ہے درمیاں کا پردا شبِ براءت

لُنگے کرم سے میرے دامن میں آگیا ہے
رب کی عنایتوں کا حصہ شبِ براءت

میری سیاہ کاری شرما کے رہ گئی ہے
حنات کا سویرا دیکھا شبِ برات

اپنے دل و نظر میں لیکر چراغِ عظمت
النوارِ حق کا دیکھا جلوا شبِ برات

عفو و کرم کے مدقے رب کی عنایتوں سے
چلتا ہے عاصیوں کا سکہ شبِ برات

معبود ذولمنن کا ہم اذنِ عام پا کر
کرتے ہیں غلہ پر بھی دعویٰ شبِ برات

شعبان کا تہینہ سرکار کا تہینہ
بے عظمتوں کا بہتا دریا شبِ برات

تقسیمِ رزق و صحت ہوتی ہے آجکی شب
ہوتا ہے رحمتوں کا وغرہ شبِ برات

اللہ کے کرم سے دونوں سنور رہے ہیں
دنیا شبِ براتِ عقبی شبِ برات

موت اور زندگی کا ہوتا ہے فیصلہ بھی
بننا ہے قسمتوں کا نقشہ شبِ برات

ہم اپنی نیکیوں سے اسکو حسین بنائیں
بنتی ہے قبر میں بھی شمع شبِ برات

اسکی رضا کو لیکر تقدیر کو سنوارو
کھلتا ہے خلد کا بھی رستا شبِ برات

اعمال کا چلاؤ کہ شبِ برات
کام آئے گا نہ ہرگز پیسہ شبِ برات

ثاقب کا سن لیا جب نغمہ شبِ برات
خود سائے تمنا چھلکا شبِ برات

استقبال

ماہ

صیام



اَللّٰم اے محسنِ انسانیت ماہِ صیام
لیکے آیا ہے زمیں پر حق کی رحمت کا پیام

مرزدہ جاں بخش لیکر اُنزلے فیئہ القرآن
اس میں آیا آسماں سے ربِ اکبر کا پیغام

آگیا جب یہ مقدس ماہِ رمضان شریف
خواہشاتِ نفس کے منہ میں لگا دی گام

رات نیکی میں بسر ہوتی ہے دن تسبیح میں
کس قدر پر کیفیتیں رمضان کے یہ صبح و شام

عظمتِ ماہِ مقدس کا یہ رعب و داب ہے
جو نہیں روزے سے لیکن کر رہا ہے اہتمام

ماہِ رمضان المبارک کی عجب یہ شان ہے
جو قدر کھائیں نہیں اس پر نہیں کوئی کلام

کس قدر عظمت و فضیلت اس چہینے کو ملی
جاگنا بھی ہے عبادت اور عبادت ہے منام

رحمتوں اور برکتوں کو اپنے پہلو میں لئے
پھیل جا سگاز میں پر رب کی مرنسی کا نظام

ہے گھروں میں رونق سحری تو بازاروں میں بھٹڑ
مسجدوں میں ہے بہار سجدہ و صوم و قیام

ہر کوئی مسرور ہے مشکور ہے رمضان کا
ہے خلوص دل سے جاری نیکیوں کا اہتمام

ہو گیا مجبوس اس میں جب وہ شیطاں لعین
بے خلیل چلنے لگا حسن عمل کا التزام

بہار
مسجدوں میں ہیں چراغاں خانقاہوں میں
قلب کی خوشیوں کا سماں روح پرور ارڈہاں

روزہ داروں کو جزا میں خود ہی دو گنا داتا ہے

خالق کو نیلے نے بسجود کدیرہ بھیجا پیام

اتنا اونچا روزہ داروں کا مقدر دیکھئے

پلہ نیکی جھکا دے گا وہ سحری کا طعام

حشر میں شافع بنے گا اپنے قاری کیلئے

رب اکبر نے دیا قرآن کو ایسا مقام

قدر کی شب اس میں افضل ہے ہینوں میں

ایسی نعمت ہے کہ جس کا بے بہت اونچا مقام

تنگ کاروں کے دلوں کا جائزہ کر لیجئے

قلب پر بار گراں ہوتا ہے اسکا اختتام

خیر قدم گر رہا ہے اس کا ثاقب مابری

بس گئی ہے اسکے احاسات میں رمضان کا نام

قدرِ شبِ قدر

رحمتوں کی گھٹا قدر کی رات ہے
قیمتوں کی جلا قدر کی رات ہے

آج کی رات قرآن نازل ہوا
کلتق ذی مرتبہ قدر کی رات ہے

ماہِ رمضان کی سب سے نعمت بڑی
مرحبا مرحبا قدر کی رات ہے

رب نے فرمایا خیر من ألف شهر
نعمت دوسرا قدر کی رات ہے

آج کی شب زمین پر ملک آتے ہیں
مژدہ جانفرا قدر کی رات ہے

ایسی نعمت کسی اور کو کب ملی
صدقہ مصطفیٰ قدر کی رات ہے

جوش پہ میری رحمت ہے لومانگ لو
میرے رب کی ندا قدر کی رات ہے

رحمتوں کے خزانوں کی تقسیم ہے
لطفِ رب العلا قدر کی رات ہے

آسمانِ زمین پر فروکش ہوئے
میرے رب العلا قدر کی رات ہے

جو بھی طالب ہوا اس کا دامن بھرا
شانِ جود و عطا قدر کی رات ہے

عرش سے فرش تک نور ہی نور ہے
تحفہ پر ضیا قدر کی رات ہے

ایکے مشاق رب اولیاء اصفیا
کیلیں دلربا قدر کی رات ہے

نازِ تقدیر پر اپنی ثاقب کرو
خوانِ رحمت سجا قدر کی رات ہے



جشن عیدِ رمضان

گلابِ کارِ جہاں عیدِ رمضان ہے
رونقِ ہر مکان عیدِ رمضان ہے

انبساطِ آفریں جس کی ہر اک گھڑی
وصلتِ دوستان عیدِ رمضان ہے

وَبِخِمَتِ رَبِّكَ تَحْدِثُ کی شان
شوکتِ مومناں عیدِ رمضان ہے

دیکھو دلہنِ نظر آ رہی ہے زمیں
ضوفشاں ضوفشاں عیدِ رمضان ہے

روشنیِ دل میں ہے دل کے باہر بھی ہے
نازشِ بہکشاں عیدِ رمضان ہے

مسکراہٹ لبوں پر ہے جلوہ فگن
ہر طرف گل فشاں عیدِ رمضان ہے

ہر گلی میں گلے ملتے آئے نظر
رشتہ حسنِ بیاں عیدِ رمضان ہے

حسن کو چار چاند اور بھی لگ گئے
مٹادی لگڑغاں عیدِ رمضان ہے

شیر خرے سیویوں کی بہتات ہے
لذتِ ہر زباں عیدِ رمضان ہے

غیر بھی آج آکر گلے ملتے ہیں
کیا پیارا سماں عیدِ رمضان ہے

اُوںچ اور نیچ کا فرق جس میں نہیں
ایسا اک سا سماں عیدِ رمضان ہے

رنگتوں کی چمکا چوند خوشیوں کی دھوا
اک حسین کارواں عیدِ رمضان ہے

خوش ہیں مکین و غربا و نادار سب
نصرتِ بیکساں عیدِ رمضان ہے

ہر طرف ہے زکوٰۃ اور فطرے کی بات
دعوتِ نیکیاں عیدِ رمضان ہے

ہر کسی کو خوشی بانٹتی جاتی ہے
مادرِ مہرباں عیدِ رمضان ہے

آج ثاقب کا دل اس سے مہر ہے
خلد کا ارمغان عیدِ رمضان ہے



وداعِ ماہِ رمضان

فیکوں کا ہر عسا ماہِ صیام خورقِ نعمت بن گیا ماہِ صیام
 رحمتوں کی اک گھٹا ماہِ صیام مغفرت کی ہے ردِ امانِ صیام
 ہم کریں کیسے جدا ماہِ صیام توجو ہے فضلِ خدا ماہِ صیام
 حریفِ کسوں جانے لگا ماہِ صیام

روزہ داری رب کی رحمت کا پایا روزہ داری حنِ صحت کا نظام
 روزہ داری طاعتِ رب کا مقام فیکِ دولت اسکے سجدے اور قیام
 فیکوں کا لیکے آیا استہمام ٹھیس ہو چلا تہجاس کا اختتام
 حریفِ کسوں جانے لگا ماہِ صیام

غمزدہ کیوں ہو رہے ہیں قلبِ جاں کیا کوئی جانے لگا ہے میہرِ ماں
 دیکھئے آنکھوں میں آنسو ہے نہاں سرد احسانات ہیں سب بے گماں
 ہے تمناؤں کے لب پر اک فغاں کہہ رہی ہے فیکِ بندوں کی زباں
 حریفِ کیو جانے لگا ماہِ صیام

جب یہ آیا ماہ رمضان مہیا
دل کے گلشن کا ہر اک غنچہ کھلا
جلوہ گر تھی ہر طرف شانِ خدا
شاد تھا مسرور تھا چھوٹا بڑا
شوق سے ہر ایک نے روزہ رکھا
نعمتوں سے رب کی دامن بھر لیا
حیف کیوں جانے لگا ماہِ صیام

نعمتِ سحری عجب تھی داتِ تعنی
لذتِ افطار تو بے مثل تھی
روزہ داری کی عجب دولت ملی
رحمتوں میں بس گئی تھی زندگی
رنگ کے قابلِ بنی بھی بندگی
اک فرشتہ بن گیا تھا آدمی
حیف کیوں جانے لگا ماہِ صیام

ماں وہ دل میں تھا تلاوت کا مزا
اور تراویح میں سماعت کا مزا
پھر وہ سحری کی ریاضت کا مزا
اور جمعہ کی جماعت کا مزا
ہر طرح کا وہ عبادت کا مزا
وہ زکوٰۃ اور خات کا مزا
حیف کیوں جانے لگا ماہِ صیام

عمر کی اور نئی مسجدوں کی مہیا
تھی نظر کی روشنی دل کا قرار
کیوں نہ جانے دل اور مہیاں تھیں
بن گیا تھا نیکوں کا کوہِ ہمدرد

جذبہ طاعت کا تھا ایسا خار نفس بھی اب ہو گیا بے غمگسار
حیف کیوں جانے لگا ماہِ صیام

قدر کی رات اپنے سینے میں چھپائے اور قرآن کی تلاوت کو سجاے
ہر طرف انوار کی دولت لٹکے روح پرور مرزدہ رحمت ستارے
فکرواحساسات کو روشن بنائے یوں صفاتِ ربکا اک جلوہ دکھائے
حیف کیوں جانے لگا ماہِ صیام

وہ جو آکر بس گیا تھا ہم پر کل کس قدر پاکیزہ تھے فکر و عمل
دل بے حسّات جاتا تھا چل نیکیوں کا بن گیا تھا اک محل
وہ عبادت اور روزہ تھے سہل اب کہاں رمضان کا کوئی بدل
حیف کیوں جانے لگا ماہِ صیام

کیا ہوا اپنے دل کی حالت کا بیان سر اٹھانے لگ گیا سوزِ نہاں
رخِکِ جنت بن گیا ہر اک مکان اب نظر سے دور ہو گا وہ سماں
ہر غلشِ دل کی بنی ہے اک باں اور کہتی ہے بہ اندازِ فغاں
حیف کیوں جانے لگا ماہِ صیام

آتے ہی رمضان سا کہہ گئے یا احتیاط
 رشک انجم بن گئے قرآن کے سا کہ نقاط
 پسکر قرآن سے ہوتا رہا جب احتیاط
 سہر و فکر و عمل سے مل گئی اگر نشاط
 حافظوں اور عالموں کا رات بھر تھا ارتبا
 وقت انتظاری تو آتی مسکراتی انبساط

صیف کیوں جانے لگا ماہ صیام

آخری روزے کے دن کا یہ زوال
 آج پھر فطروں کا لایا ہے خیال
 اب تصور میں ہیں کچھ پھر گڑھال
 نام لکھوانے لگے یہ ختمہ حالی
 نظر جب ثاقب پہ ڈال لہجہ ہلال
 دیکھ کر کہنے لگا اس کا ملال

صیف کیوں جانے لگا ماہ صیام

عید الاضحیٰ

بیکے تنویرِ ہدیٰ آئی ہے عید الاضحیٰ
دل کا گلشن ہے سجا آئی ہے عید الاضحیٰ

دیکھ لے گا یہ ہماں یادِ خلیلی کی بہار
یسے سنت کا دیا آئی ہے عید الاضحیٰ

کامرائی خلیلؑ اور ذبیح اللہ سے
خوش ہے مخلوقِ خدا آئی ہے عید الاضحیٰ

حج کے ارکان سبھی یادِ خلیل اللہ ہیں
دل میں بھر دیں جلا آئی ہے عید الاضحیٰ

جان و دل اپنے ہوں قرباں ذبیح اللہ پر
ہے یہی دل کی صدا آئی ہے عید الاضحیٰ

عاشقِ رب کبھی شیطان سے دبا ہی نہیں
دیکھئے اُن کی آدا آئی ہے عید الاضحیٰ

اپنے بیٹے پہ محبت ہو خدا کی غالب
راز اس کا یہ کھلا آئی ہے عید الاضحیٰ

اپنا شیطانِ لعین سب سے بڑا ہے دشمن
بچ کے رہنا ہے خدا آئی ہے عید الاضحیٰ

اپنی مرضی رہے اللہ کی مرضی کے تحت
اس میں اپنا ہے بھلا آئی ہے عید الاضحیٰ

اپنی قربانی میں ہو حق کی رضا کا جذبہ
لیکے جنت کا پتہ آئی ہے عید الاضحیٰ

صدقہٴ ابنِ ذبیحیسی ملی ہیں خوشیاں
یہ بھی ہے فضلِ خدا آئی ہے عید الاضحیٰ

روشنی قلب نظر پائیں گے اس سے بے شک
آج ہر اک نے کہا آئی ہے عید الاضحیٰ

ہر جگہ آج نظر آئے ہزاروں بکرے
ہر طرف شور ہوا آئی ہے عید الاضحیٰ

آج افلاک پہ ہیں شاد ملائک سارے
ڈیر رحمت کا سجا آئی ہے عید الاضحیٰ

اب کی خوشنودی محمدؐ کی رضا کا دن ہے
باب رحمت ہے کھلا آئی ہے عید الاضحیٰ

عید قربان کی خوشیوں کی عجب لذت ہے
دل کا گلشن ہے ہرا آئی ہے عید الاضحیٰ

ایک دن حج کی سعادت بھی ملے گی ثواب
یہ یہ ارمان مرا آئی ہے عید الاضحیٰ

پیس لینڈ دیو لیمٹڈ کمپنی ساوتھ زون حیدرآباد

خوشیوں کا اک اجالا ہے اپنی پیس کمپنی
الفت کا ایک شوالا ہے اپنی پیس کمپنی

مظلوم و بے سہارا اب اسکو دیکھتے ہیں
امید کا ستارا ہے اپنی پیس کمپنی

ہے امن اور ترقی اس کا بلند مقصد
قدرت کا بھی اشارا ہے اپنی پیس کمپنی

روشن چراغ ہے یہ ہر گھر ہو اس سے روشن
عظمت کا ایک وسیلہ ہے اپنی پیس کمپنی

مذہب کے فرق نے کب انسانیت کو توڑا ہے
رحمت کا ایک دریا ہے اپنی پیس کمپنی

انصاف اور مساوات اس کا ہے نیک مقصد
غم خوار کا سہارا ہے اپنی پیس کمپنی

ماریوئوں میں جھکو ہر نظر ڈھونڈھتی ہے
یہ جھکتی کا سویرا ہے اپنی پیس کمیٹی

امن اور عافیت کی منزل کو پا ہی لے گی
اوپنخائیوں کا زمینہ ہے اپنی پیس کمیٹی

پولیس اور شہری اسکے ستون اور چھت
دونوں کا اک بھروسا ہے اپنی پیس کمیٹی

اک نوجوان شرماء میں اس کے سرپرست اب
امن و امان کا رستہ ہے اپنی پیس کمیٹی

امن و امان کے ساتھ چاہتی ہے یہ ترقی
کتنی بلند و بالا ہے اپنی پیس کمیٹی

نانک جی اور صادق، احمد علی خاں نواب
اک ہنکشاں کا جلوہ ہے اپنی پیس کمیٹی

وابستہ ہو کے اس سے قسمت سنوار لیں گے
گہوارہ عافیت کا ہے اپنی پیس کمیٹی

اپنا کے اکوٹا قیہ ہم ناز کر رہے ہیں
انسانیت کا شیوا ہے اپنی پیس کمیٹی

مینارِ ٹی ویلیفیر کا منصوبہ

ہم آج حکومت کے اقدام پہ ہیں شاداں
ہم سکے رہے طالبِ پورے وہ تھے ارماں
اب چیف منسٹر جو لائے یہ نئے سماں
ہے اپنے مصائب کا بیشک یہ بڑا درماں
مینارِ ٹی ویلیفیر کے اقدام سے سب خوش ہیں

موجودہ حکومت کی دانش کا نتیجہ ہے
بہبودِ اقلیت کا اس میں اجالا ہے
اس ملک میں منصوبہ یہ سب سے نرالا ہے
اب چیف منسٹر کے سر پہ ہی یہ سہرا ہے
مینارِ ٹی ویلیفیر کے اقدام سے سب خوش ہیں

شبیر کی کاوش نے یہ رنگ دکھایا ہے
امید کے پھولوں کا گلہ ستہ سمجھایا ہے
لوگوں نے بہت اس سے امید لگایا ہے
ماحول میں اب پیدا ہر سمت اجالا ہے
مینارِ ٹی ویلیفیر کے اقدام سے سب خوش ہیں

اب روزگار کے پھر موقع نکلی رہے ہیں
 تعلیم و تربیت کے منصوبے ڈھل رہے ہیں
 فیضانِ عام کے اب چشمے اُبل رہے ہیں
 اب دن اقلیت کے پھر سنبھل رہے ہیں
 مینارِ ٹی ویلیفر کے اقدام سے سب خوش ہیں

پانچ سو کروڑ کا اک منصوبہ آگیا ہے
 نرسمہا راؤ کا یہ اعلان و فیصلہ ہے
 بھاسکر ریڈی ہماری اُمید کا دیا ہے
 مینارِ ٹی کا بے شک ہمدرد و رہنما ہے
 مینارِ ٹی ویلیفر کے اقدام سے سب خوش ہیں

کانگریس کی جماعت اک مینارِ سیکولر ہے
 یکساں یہ مقاصد میں اندر بھی ہے باہر ہے
 یہ شہرِ قلی اپنا یکجہتی کا پیکر ہے
 اس میں نو بر کو چرچا یہی گھر گھر ہے
 مینارِ ٹی ویلیفر کے اقدام سے سب خوش ہیں

دل اپنا منسٹریہ اور چیف پہ نازاں ہے
 اپ اور نکھرنے کو اپنا یہ گلستاں ہے
 امید کی طاقت سے سرور اب ارماں ہے
 ثاقب بھی مسرت سے سرشار ہے شاداں ہے
 میتا ریٹی ویلیفر کے اقدام سے سب خوش ہیں

تعارف سیکولر ایکٹ کمیٹی حیدرآباد

امید کا سہارا اپنی سیکولریت کا ؛ تسکین کا کنارا اپنی سیکولریت کا
 یکجہتی قوم کی اب ہے ملک کی ضرورت ؛ یکتا کا اک مینارا اپنی سیکولریت کا
 ہندو ہوں یا مسلمان، عیسائی ہوں کہ کچھ نہیں ؛ ان سب کا ایک رشتہ اپنی سیکولریت کا
 عقل و تمیز و ادراک روشن گہریں ؛ تہذیب کا اثاثہ اپنی سیکولریت کا
 لشتی پناہ لینے آتی ہے جسکے دامن ؛ دریا کا وہ کنارہ اپنی سیکولریت کا
 راجندر سنگھ، حیدر علی، شنکر، منظر ؛ ہے ہمکشاں کا جلوہ اپنی سیکولریت کا
 درویش و منور راج فضل اللہ و چڑھائی ؛ تاریکیوں میں شمعہ اپنی سیکولریت کا
 ہر فکر و ذہن کو اب اک روشنی ملے گی ؛ بن جائے گی ستارا اپنی سیکولریت کا
 اہل وطن کے حق میں ہے رہنمائے منزل ؛ ہے سب کا اک بھرو اپنی سیکولریت کا
 ثاقب کا یہ تعارف آئینہ بن گیا ہے ؛ اس میں دکھائی چہرہ اپنی سیکولریت کا

امن کی ضرورت

اس زمیں کے سینے پر جو بھی رہتے بستے ہیں اشرف المخلوق ہیں سب یہی تو کہتے ہیں
گو جہازِ بانیں میں مختلف عقیدے ہیں ایک باپ ماں کے سپہ بیٹیاں ہیں بیٹے ہیں
آج ابنِ آدم کو امن کی ضرورت ہے

گاندھی جو آہرِ لال وہ ابوالکلام، سردار ہند کو بنایا ہے ایک سیکولر مینار
آنکھ کھول کر پڑھ لیں وہ نوشتہٴ دیوار کر رہے ہیں جو کوشش توڑنے کی ہیں غدار
آج ہندو والوں کو امن کی ضرورت ہے

امن کا بنائیں ہم اسکو ایک گہوارہ اپنا دیں بن جائے سب کی آنکھ کا تارا
ہم دلوں کو جوڑیں گے اور بنائیں گے مالا جگمگائے گا جس سے اپنے دیں کا چہرا
آج قوم کو اپنی امن کی ضرورت ہے

وقت کا تقاضا ہے سب کو مل کے رہنا ہند کی فضاؤں میں ہمکو رہ کے پلنا ہے
عقل و ہوش والوں کا اب یہی تو کہنا ہے جو بھی آگ بھڑکائے اسے ہمکو بجھنا ہے
آج قوم کو اپنی امن کی ضرورت ہے

متحد اگر ہوں تو ہم بنیں گے اک قالب کوئی غیر دشمن ہو اس پہ ہونگے ہم غالب
امن و عافیت کی اب ساری دنیا ہے طالب دیکھ کر یہ بد امنی غم گسار ہے شاقب
آج قوم کو اپنی امن کی ضرورت ہے

تعارف گلدستہ سخن

فکروں کا اک اجالا گلدستہ سخن ہے
 موضوع کا احاطہ گلدستہ سخن ہے
 مہر زاویہ نظر کا دانش کے ساتھ مل کر
 پایا ہے جو نتیجہ گلدستہ سخن ہے
 اس دور کا تقاضا جس کا ہوا ہے طالب
 تعمیر کا اثاثہ گلدستہ سخن ہے

اس دور کے مفکروں دانشوروں شعراء و قلم کاروں سے دنیا کے
 بالعموم اور اپنے ملک کے موجودہ حالات یا خصوص یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنی فکری
 تخلیقی صلاحیتوں کو حب الوطنی کے فروغ خوشحالی و وطن کے استقرار، جمہوریت کے
 استقلال اور سیکولرزم کی وسعت و استحکام کے لئے دلکش اور عام فہم انداز
 میں عوام کے سامنے پیش کریں۔ اسی احساس اور تقاضے نے اس شاعر کے قلم
 سے سماج اور قوم کے مختلف گوشوں اور متفرق زاویوں کی تصویر کشی فکر و شعر
 کے آئینے میں کی ہے کہ ایک صالح ذہن تشکیل و فروغ پا سکے۔

خیر اندیش

محمد امان علی ثاقب صابری

فہرست موضوعاتِ گلدستہ

صفحہ	سلسلہ نمبر	
۱	۱-	قومی یکجہتی کی اہمیت و ضرورت
۶	۲-	فرقہ پرستی کا روپ
۱۲	۳-	مادیر وطن کا اضطراب
۱۹	۴-	وقت کی پکار
۲۳	۵-	ہندوستان ہمارا
۲۸	۶-	جشنِ آزادی ہند
۳۱	۷-	جشنِ جمہوریت
۳۴	۸-	علم کی اہمیت و ضرورت
۳۸	۹-	علم کی روشنی
۴۰	۱۰-	علم کے لئے چلو
۴۳	۱۱-	جذباتِ طالبِ علم
۴۵	۱۲-	حفظِ قرآنِ کریم
۴۸	۱۳-	آوازِ حق
۵۷	۱۴-	سراپائے اردو (تاریخِ اردو)
۶۷	۱۵-	آندھرا پردیشِ اردو اکاڈمی
۶۹	۱۶-	سٹون کی ترجمانی شاعر کی زبانی

۷۴	جامعہ ہمدرد نگرہ نئی دہلی	۱۷-
۷۷	جامعہ نظمیہ حیدر آباد	۱۸-
۸۳	طور بیت المال حیدر آباد	۱۹-
۸۷	وقت کا تقاضا	۲۰-
۹۶	معراج شریف	۲۱-
۱۰۱	مشب براءت	۲۲-
۱۰۳	استقبال ماہ رمضان	۲۳-
۱۰۷	مشب قدر	۲۴-
۱۰۹	جشن عید رمضان	۲۵-
۱۱۲	وداع ماہ رمضان	۲۶-
۱۱۶	عید الاضحیٰ	۲۷-
۹۳	پاکستان محبت بہ کوئے یار روند (تضمین)	۲۸-
۱۲۱	مینار پیٹ و یلفیر کا منصوبہ	۲۹-
۱۲۳	تعارف سیکولر یکتائیکٹی	۳۰-
۱۲۴	امن کی ضرورت	۳۱-

قومی یکجہتی کی اہمیت و ضرورت

قوم کی توقیر و عظمت قومی یکجہتی میں ہے
ملک اعلیٰ دولت کی عزت قومی یکجہتی میں ہے

ایک ہی کنبے کے ہیں افراد اقوام و ملل
سارے فرقوں کی رفاقت قومی یکجہتی میں ہے

مثل گلدرستہ رنگے اختلافِ ذات میں
یہہ حسین احساسِ اخوت قومی یکجہتی میں ہے

شیر و شکر کی طرح رہتے یہاں دیکھا جہاں
ہاں ہی اپنی روایت قومی یکجہتی میں ہے

چھوڑ کر بغض اور کینہ ہم مٹائیں اختلاف
آج ہم سب کی ضرورت قومی یکجہتی میں ہے

زیرِ قومی بنا کر اسکو ہونگے سرفراز
نیک انسان کی شرافت قومی یکجہتی میں ہے

جنگماتا ہی رہے گا جس سے تاجِ زندگی
وہ دیرِ شہوا و حکمت قومی یکجہتی میں ہے

قوم اور افراد کی تقدیر روشن جس سے ہے
سر بلندیِ عدالت قومی یکجہتی میں ہے

متحد ہو جائیں ہم تو اک بڑی طاقت بنیں
قوم کی ساری عزارت قومی یکجہتی میں ہے

ایک ہی دیوار کی مانند ہم ہو جائیں کاش
ایک طاقتور معیشت قومی یکجہتی میں ہے

شہریوں میں اپنے کوئی امتیاز اس کو نہ ہو
حسنِ میعارِ حکومت قومی یکجہتی میں ہے

مستتر ہے اس حقیقت کا زمانہ کا چلن
پُر سکوں لطفِ عبادت قومی یکجہتی میں ہے

قوم کی تعمیر نو کا ہے اسی میں ولولہ
بے شبہ داروئے غربت قومی یکجہتی میں ہے

بین الاقوام جہاں میں یہی سے کھرے
دانش و فکر و فراست قومی یکجہتی میں ہے

قتل ناحق ظالموں کا اب وطیرہ بن گیا
ایسے جرموں کی قباحت قومی یکجہتی میں ہے

اب زمین ہند پر اسکی حفاظت چاہیے
امن عالم کی ضمانت قومی یکجہتی میں ہے

اسکو اپنا کر خدا کے پاس بھی مقبول ہوں
خالق عالم کی رحمت قومی یکجہتی میں ہے

ملک اور ملت کی الفت کا وہ جس میں کیف ہے
سایہ عشق و محبت قومی یکجہتی میں ہے

پیشوا یا ان مذاہب سب ہیں اس پر متفق
جادوہ رشد و ہدایت قومی یکجہتی میں ہے

سنہ سادھو اور مشائخ سب ہی ہیں اسکے نقیب
ان کا سب اندازہ خدمت قومی یکجہتی میں ہے

قوم کی لاشوں پہ بیٹھے چاہتے ہیں اقتدار
ایسے ہندو جنہوں کو نفرت قومی یکجہتی میں ہے

صرف مٹھی بھر ہیں ظالم نہ طاقت میں چور
ورنہ اپنی اکثریت قومی یکجہتی میں ہے

متحد ہو کر محبان وطن ہوں ہم قدم
مختلف فرقوں کی وحدت قومی یکجہتی میں ہے

اختلافِ ذات و مذہب بچوں کی مانند ہیں
اللہ کے گلدستے کی صورت قومی یکجہتی میں ہے

ابنِ آدم سب کے سب اعضاء یکدیگر تو ہیں
قولِ سعیدی کی یہ حکمت قومی یکجہتی میں ہے

جب زمانہ مبتلائے درد کرتا ہے انھیں
سارے ان دردوں کی راحت قومی یکجہتی میں ہے

ہند جیسے ملک میں یہ لازم و ملزوم ہے
برقراۓ حکومت قومی یکجہتی میں ہے

سارے مردانِ حق آگاہی کا ناقب قول ہے
جو ہر حق کی حفاظت قومی یکجہتی میں ہے



فرقہ پرستی کا روپ

عجب دن دکھاتی ہے فرقہ پرستی
جو باہم لڑاتی ہے فرقہ پرستی

اگرچہ اک ساتھ رہتے ہوں لیکن
محبت مٹاتی ہے فرقہ پرستی

ہے مکروہ فریب اور جھوٹ اس کا شیوہ
کہ حق کو چھپاتی ہے فرقہ پرستی

زباں اور لب خشک، آنکھوں میں سُرخی
کچھ ایسا اُڑلاتی ہے فرقہ پرستی

نہ شربت نہ چائے نہ کافی نہ ٹھنڈا
مگر خون پلاتی ہے فرقہ پرستی

نہ روٹی نہ کھانا، دوائیں نہ میسواہ
فقط غم کھلاتی ہے فرقہ پرستی

تیاہی و بربادیوں کے گھٹ ڈر پر
کھڑی مسکراتی ہے فرقہ پرستی

کبھی زندگی میں جو سنے نہ پاسے
وہ سب کچھ سناتی ہے فرقہ پرستی

نہ سر ہے نہ دھڑ ہے کھر ہے نہ پاؤں
کہانی سناتی ہے فرقہ پرستی

کبھی نیک کاموں میں جاتے نہیں حصیں
انہیں کو بلاتی ہے فرقہ پرستی

خدا کی عدالت کے قابل نہیں جو
انہیں کو تو بھڑاتی ہے فرقہ پرستی

نہیں کام کرتی ہے عقل اور دانش
گروہ میں گراتی ہے فرقہ پرستی

زمین پر نہیں ملکنے دیتی کسی کو
زمین میں سلاتی ہے فرقہ پرستی

اے ترس معصوم بچوں پہ کب ہے
کلیجے چباتی ہے فرقہ پرستی

کبھی اسکو گھڑیں نہ آنے دیں ہرگز
کہ بیوہ بناتی ہے فرقہ پرستی

گھروں کو جلاتی ہے فرقہ پرستی
قیامت اٹھاتی ہے فرقہ پرستی

زمانے میں جس کا نہیں کوئی منہ
وہ جادو جگاتی ہے فرقہ پرستی

سیاست میثت کہے زہر قاتل
حکومت گراتی ہے فرقہ پرستی

عدالت کی منکر، صداقت کی دشمن
فقط شر محباتی ہے فرقہ پرستی

ذرا ہوش میں آؤ اور جوش چھوڑو
یہ کس کام آتی ہے فرقہ پرستی

سبھی پیشواؤں نے بتلادیا ہے
جہنم دکھاتی ہے فرقہ پرستی

ہے اسلام تو اس کا کٹر مخالف
خدا کو بھلاتی ہے فرقہ پرستی

خدا ہی تو معبود ہے اسکو سمجھیں
خدا سے چھڑاتی ہے فرقہ پرستی

کبھی درمیاں میں نہ آنے دیں اسکو
کہ جھگڑا بڑھاتی ہے فرقہ پرستی

خدا کیلئے دور ہی اسی سے رہنا
کے نفرت سکھاتی ہے فرقہ پرستی

یہ معصوم سے شیر خواروں کو اقسوس
شہادت پلاتی ہے فرقہ پرستی

سجھل کر رہیں اس سے دامن بچائیں
کہ بائگل بناتی ہے فرقہ پرستی

یہ کمیٹ کی چادر میں خود کو چھا کر
عجب گیت لگاتی ہے فرقہ پرستی

خدا ہی کرے دیں کی اب حفاظت
یہاں بڑھتی جاتی ہے فرقہ پرستی

۱۱

نہ ہوں ایک ہندو مسلمان اور سکھ
بھی تو سمجھاتی ہے فرقہ پرستی

سیکولنر ہو ملک اور خود ہو حاکم
یہہ نقشہ بناتی ہے فرقہ پرستی

ضرورت ہے اب قوم پرور ہوں یک صف
کہ چیا بنج لا تی ہے فرقہ پرستی

نہیں خیر کی اس سے اُمید رکھنا
بڑی راہ لگاتی ہے فرقہ پرستی

سچی اہل دانش کا ہے قول ناقب
عجب گل کھلاتی ہے فرقہ پرستی



کبھی درمیاں میں نہ آنے دیں اسکو
کہ جھگڑا بڑھاتی ہے فرقہ پرستی

خدا کیلئے دور ہی اس سے رہنا
کے نفرت سکھاتی ہے فرقہ پرستی

یہ معصوم سے شیر خواروں کو اقبوس
شہادت پلاتی ہے فرقہ پرستی

سنبھل کر رہیں اس سے دامن بچائیں
کہ پاگل بناتی ہے فرقہ پرستی

یہ کیٹ کی چادر میں خود کو چھا کر
عجب گیت گاتی ہے فرقہ پرستی

خدا ہی کرے دیں کی اب حفاظت
یہاں بڑھتی جاتی ہے فرقہ پرستی

جسم پر کیوں تیرے زخم کے ہیں نشان
خون کے اشک آنکھوں کیوں ہیں رواں

پیارے دیکھ کر میری جانب کہا
میرے بچے سنا حوال میری زباں

میں ہوں دنیا میں مشہور ہندوستان
تجھ کو کہتی ہے سب خلق جنت نشان

ہائے افوس میں یوں اجاڑی گئی
دیکھ کر تجھ کو ہنستا ہے اب آسماں

میری تاریخ پڑھ کر وہ تھا شادماں
جانتا ہے وہ صدیوں سے یہ بے گماں

رنگ فردوس تھا میرا امن و امان
مجھ میں دریا رواں اور چین گل فشاں

مجھ میں بر فیلی کشمیر کی گھاٹیاں
مجھ میں گنگا و جہنا کی ہیں وادیاں

مجھ پہ ہے رب کی قدرت بہت ہریاں
وہ ہمالہ میرا ہے، میرا پاسباں

جان میری یہی ہیں ہمہ رنگیاں
مختلف بھول سے جیسے ہو گلستاں

مجھ پہ مذہب کئی اور گئی ہیں زباں
جیسے تارے نظر آئیں در آسماں

مجھ میں کاشی بنارس ہے اج میر ہے
میرے کشمیر میں خلد کا ہے سماں

ماری دولت سے دامن میرا مال و مال
میرا ثانی زمین پر نہیں بے گماں

وہ اشوک اور اکبر کی گلی کاریاں
 رام کی عظمتیں کرشن کی بنسریاں

وہ گوتم کبیر اور نانک میرے
 آئیں آزاد و گاندھی سے آزادیاں

جب تلک تھے وہ انگریزیاں حکمراں
 میرے پیچھے تھے سب ہم قدم ہم زباں

دشمنی اور لڑائی نہ تھی درمیاں
 جسم تو مختلف تھے مگر ایک جاں

جذبہ حریت کی تھی وہ ترجمیاں
 ہر زباں پر تھی اس وقت اردو زباں

تب غلامی کی زنجیر کو توڑ دی
 کر کے قربان سب اپنے جسم اور جاں

بعد آڑی جب ایک طوفاں اٹھا
میرا گاندھی پنچھا اور کیا تجھ پہ جاں

جب جو آہر و رادھا کشن تجھ میں تھے
کیسا روش تھا وہ دور امن و اماں

پھر نہ جانے وہ بد نظر کس کی لگی
ہر طرف اب فسادات کلہے دھواں

لٹ رہی ہے دکان جل رہے ہیں مکاں
بھائی بھائی کا قاتل جسم و جاں

کٹ رہے ہیں وہ معصوم اور بے زباں
الحفیظ الحفیظ الاماں الاماں

آج پنجاب وہ کشمیر برباد ہیں
اور آسام میں بھی ہے شورش عیاں

رام کے نام پر بھی جھگڑا کھڑا
سراٹھائی ہیں ہر سمت بد امنیاں

شچ ہے دنیا میں فرقے قبائل بنے
یہ بھی سچ، ایک میں رکے باپ و ماں

آدمیت و انسانیت کیلے
سب ہدایت کا احساس ہے ایک ساں

بھائی چالے کی تعلیم دیتے ہیں رب
دیکھو گیتا گرنٹھ بائبل و قرآن

پر ہیں بچے میرے آج خوفناں
ہر طرف آہ و زاری۔ بے اور سکنا

غم میں ڈوبی ہوں انجن روتی ہوں
چین دل کو میرے کیسے آئے یہاں

۹

پل رہی ہے جو فرقہ پرستی یہاں
اسکے دامن میں ساری ہینا بریاویاں

تجھ پہ صدقہ میری جان لے میری ماں
کیا ہے فرقہ پرستی ذرا کربیاں

لوبیاں کرتی ہوں شاعری کی زباں
بات کو غور سے میری سن لومیاں

فرقہ پرستی کا روپ نظم



وقت کی پکار

یہہ نفرتوں کو چھوڑ دو، دلوں کو اپنے جوڑ دو
 یہہ قتل و خون و دشمنی کے سلسلوں کو توڑ دو
 جفا کی دھار موڑ دو یہہ وقت کی پکار ہے

ہماری ماں بھی ایک ہے ہمارے باپ ایک ہیں
 ولی فقیر و ستہیں یہہ کیسے کیسے نیک ہیں
 ہمیں بھی ایک لہجے دو یہہ وقت کی پکار ہے

ہزاروں سال سے یہاں ہیں میل سے ملا ہے
 ضمیر کہہ رہا ہے کیا یہہ پوچھو اپنے آپ سے
 یہہ شر کی راہ چھوڑ دو یہہ وقت کی پکار ہے

چرند اور پرند کی حیات کو بھی دیکھ لو
مروت اور خلوص کی صفات کو بھی دیکھ لو
حقیقی آدمی بنو یہ وقت کی پکار ہے

یتیم کتنے ہو گئے سہاگ کتنے لٹ گئے
یہ خون کی ہیں دھاریاں یہ آپس میں جٹ گئے
اب آپ ہاتھ روک لو یہ وقت کی پکار ہے

خدا کو ناپسند ہے، نذر ام کو پسند ہے
شہید اک طرف حمید، ایک طرف مکند ہے
یہ کام بد ہے بند ہو یہ وقت کی پکار ہے

مکان جلا کے شاد ہیں چہر اچلا کے شاد ہیں
یعنی کہہ رہا ہے کیسے آدمی نزا دھیں
سبق کچھ اس سے سیکھ لو یہ وقت کی پکار ہے

زمین پر فساد کو ہوانہ دیں یہ حکم ہے

عجیب بات ہے کہ نظم و ضبط میں بھی سقم ہے
 بھلائی پر کمر کسو یہ وقت کی پکار ہے

کوئی سنائے جاتا ہے ادھر گرے ادھر گرے
 تلاشی پر پتہ چلا کہیں نہیں مگر گرے
 نہ افواہ پر یقین کر دہم وقت کی پکار ہے

وہ اپنے اقتدار کے نشان اس میں گاٹنے لگے
 وہ دیس کے لطیف گلبدن کو چھیدنے لگے
 اٹھو کہ متحد رہو یہ وقت کی پکار ہے

اعضیں نہیں یہ فکر کہ تباہی غالب آئیگی
 ہوس کی آگ بڑھ کے آشیانے سب جلائے گی
 لگام ان کے منہ میں دو یہ وقت کی پکار ہے

وہ کل تلک جو ساتھ تھے وہ اس جہاں سے چلے
 جو ہیں وہ کل کے خوف سے لرز لرز کے رہ گئے

فقط خدا ہی سے ڈرو یہ وقت کی پکار ہے

دکانِ تفرقہ پسندی اب سجا رہے ہیں وہ
سیکولرزم کے درخت کو گرا رہے ہیں وہ
مذہبِ مٹا دینے والے روک دو یہ وقت کی پکار ہے

تمام ہو کے صف بہ صف تمام ہو کے ہم قدم
بجاؤ عظمتِ وطن رہے بلند یہ ہم علم
روایتوں کا دم بھر دو یہ وقت کی پکار ہے

یہ ثقافتِ کن کی بات اس کو غور سے سنو
بھلا کے اختلاف کو دلوں کو پیار سے بھر
امن سے چین سے رہو یہ وقت کی پکار ہے



ہندوستان ہمارا

سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا
اپنا وطن پیارا ہندوستان ہمارا

انسان اس جہاں کے کرتے ہیں ناز جس پر
ایسا ہے اک دلارا ہندوستان ہمارا

جس میں کئی مذاہب جس میں کئی زبانیں
باندھ ہے ایسا سہرا ہندوستان ہمارا

وہ آریہ کہ مسلم عیسائی، پارسی ہوں
سب کو یہاں نوازا ہندوستان ہمارا

یہ سارے ابن آدم شاخیں ہیں اک شجر کی
ہے سب کا آشیانا ہندوستان ہمارا

ہندو و مسکھ مسلمان، عیسائی پارسی
گلدستہ اک سجایا ہندوستان ہمارا

اقوام کل جہاں میں ہے امتیاز اُسکو
جو راستہ دکھایا ہندوستان ہمارا

یاں غیر مذہبیت، بنیاد محکمات ہے
دنیا کو یہ دکھایا ہندوستان ہمارا

اہل وطن کی قسمت روشن ہوئی ہے جس سے
جمہوریت کا تارا ہندوستان ہمارا

رولق اسی کے دم سے ہر سمت جلو گر ہے
فردوس کا نظارا ہندوستان ہمارا

ہر ظلم کا مخالف، ڈکٹیٹری کا دشمن
کمزور کا سہارا ہندوستان ہمارا

دنیا کی ظلمتوں سے بیزار ہے سر اسر
اک شمع پُر اجالا ہندوستان ہمارا

شر اور فتن کے آگے جھکتا نہیں کبھی بھی
امن و اماں کا ملجا ہندوستان ہمارا

دنیا کے سب حمالک پاتے ہیں فیض اس سے
ہے بخششوں کا دریا ہندوستان ہمارا

برفیلی وادیوں کے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے
گہوارا اک نیارا ہندوستان ہمارا

شکل حسیں دوشیزہ ندیاں میں پیاری پیاری
ہے ملک یہ ہمارا ہندوستان ہمارا

دنیا کی عظمتوں کا ہے تاج تاج اپنا
الفت کا ہے شوالا ہندوستان ہمارا

گوتم کی روشنی ہے اور رام کا اجالا
نانک کبیر والا ہندوستان ہمارا

توحید کے گلوں سے اب باغ کو سجایا
چشتی پیا ہمارا ہندوستان ہمارا

انسان ہیں سراسر اک دوسرے بھائی
ہم کو بھی سکھایا ہندوستان ہمارا

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
اقبال نے یہ لکھا ہندوستان ہمارا

مٹ جائے رب جہالت غریب ہو دور سب کی
بیڑا بھی اٹھایا ہندوستان ہمارا

بدخواہوں کی لنگاہیں اٹھیں نہ اس کی سب
ہم سب کو یوں پکارا ہندوستان ہمارا

امن اور عافیت کے دامن کو حتمام لیں رب
 پھولا نہیں سماتا ہندوستان ہمارا

خوش حالی وطن ہے وابستہ عافیت سے
 ناقب کو یہ سنایا ہندوستان ہمارا



فضائے جشن آزادی

○

آئی ہے پھر بہار کی بارات دیکھئے
نیرنگیوں کی لیکے طلسمات دیکھئے

جان چمن نسیم ہے محو خرام آج
اور وجد میں ہیں سارے نباتات دیکھئے

ریم جھم برس رہے ہیں جو بادل زمین پر
ہاں یہ مہر توں کی ہے برسات دیکھئے

باغوں سے آج پھول بھی آئے ہیں جوق جوق
ہر شہت مسکراتی عسکرات دیکھئے

سجھنے لگی ہیں بزمِ نشاط و سرور آج
رونی فزائیں چاروں ہی اسماء دیکھئے

فرطِ خوشی سے آج ہیں جذباتِ رقص میں
کتنے حسین ہیں آج یہ لمحات دیکھئے

دلہن بنی ہوئی ہے مرے دیس کی زین
حُبِ وطن کے جاگتے اثرات دیکھئے

لہرا رہے ہیں آج فضاؤں میں جو نشان
آزادی وطن کی علامات دیکھئے

اپنوں کے ہاتھ قوم کی اب باگِ دور ہے
محفوظ اس میں اپنے مفادات دیکھئے

عالم کی بزمِ خاص میں اپنا ہوا شمار
گاندھی کی کاوشوں کی یہ برکات دیکھئے

دیہات کی زمین سے شہروں کے باغ تک
اب جاگ اٹھے ہیں قوم کے جذبات دیکھئے

منزل کی سمت قافلہ اب ہے روانہ
وہ سامنے ہیں اپنے مقامات دیکھئے

ہر دل میں ہے سرور کا طوفاں اٹھا ہوا
ہوں مشعلِ حیات یہم جذبات دیکھئے

منزل تھی جن نفوس کی آزادی وطن
کچھ ان کے درد و غم کی حکایات دیکھئے

محنتِ مشقتوں کی ضرورت ہے اور ہے
ہم چاہتے اگر ہیں مساوات دیکھئے

ناقب نہ اٹھ سکے کسی بدخواہ کی نظر
اپنا کچھ سے اپنی روایات دیکھئے

جشن جمہوریت

دیکھئے اس ترنگ کی رنگیناں دیں والوں میں ہیں اس سرشاریاں
 چھٹ گئیں غلام اور جو رکی بد لیاں شہریوں کو ملیں اس سے آزادیاں
 اس سے وابستہ گلشن کی گل کاریاں سارے فرقوں ہذا مہب کی بہو دیاں
 اس کی بھوشان ساری ضیا باریاں اس کی شوکت پہ قربان یہ مہمگستاں
 آئیے آج ہے جشن جمہوریت

کام آہی گئیں اپنی قربانیاں دیں کو مل گئیں اپنی آزادیاں
 چھٹ گئیں جب غلامی کی سب لیاں لیکے حسن ارم آ گئیں جلیاں
 اپنے دستور کی جب بھتیں تیاریاں چھاننے لگ گئے فکر کی وادیاں
 اہل دانش نے سلجھائیں یوں گتھیاں طرز جمہور کو مل گئیں یاریاں
 آئیے آج ہے جشن جمہوریت

وہ تھی تاریخ چھبیس؎ مہ جنوری سال انیس سو اور پچاس عیسوی

جاں کاٹا گیا وہ جو تھا مغربی اب نہ باقی رہا شکوہ کمتری
 ہندوؤں کی تقدیر بھی کھل گئی پھیلی جمہوریت کی عجب روشنی
 سارے فرقوں کو یکساں ضمانت ملی سب برابر ہوئے ہند کے آدمی
 آئے آج ہے جشن جمہوریت

ظلم اور جور کا مٹ گیا ہے جھاڑ توڑ زنجیر آزاد ہے اب دیار
 چاند تارے بھی ہیں آج اس پرشار ہند کے گلستاں میں ہے فصل بہار
 یاد آتے ہیں سب قائد نامدار جن کے احسان میں ہم ہیں سب برابر
 طرز جمہوریت میں ہے حُسن قرار ہاں اسی کا زکی آج ہے یادگار
 آئے آج ہے جشن جمہوریت

ہر طرف آج خوشیوں کی بارات ہیں آج بندوں پر رب کی عنایات ہیں
 کیف و مستی میں سرشار لمحات ہیں بقعہ نور ساری عمارات ہیں
 ملک میں سب کے رنگیں جذبات ہیں وجد میں لائیا نے یہ نعمات ہیں
 کس مسرت سے باہم ملاقات ہیں طرز جمہوریت کی یہ برکات ہیں
 آئے آج ہے جشن جمہوریت

قوم کو لوٹ کر کوئی بچتا نہیں کوئی بد نفس اب یاں پنپتا نہیں
 جس کے دل میں کوئی دیپ چلتا نہیں وہ اندھروں سے بچ کر نکلتا نہیں
 جو صداقت کے رستے پہ چلتا نہیں وہ عدالت کے پھندے پہ بچتا نہیں
 راہِ جمہور پر جو گزرتا نہیں اُس کے آگے کوئی اور رستا نہیں
 آئیے آج ہے جشنِ جمہوریت

آؤ کنصے سے کنصا ملا کر چلیں اک نیا دیپ اپنا جلا کر چلیں
 اپنی منزل پہ نظریں جما کر چلیں خود کونا کامیوں سے بچا کر چلیں
 پھول کی طرح سے مسکرا کر چلیں سارے کانٹوں سے دامن چھڑا کر چلیں
 شکلِ جمہوریت کو سجا کر چلیں ہم شرافت کو شیوا بستا کر چلیں
 آئیے آج ہے جشنِ جمہوریت

آج شائبہ بھی ہے شادمانِ شادمان یہ جو ہر سمت ہے جشن کا ایک سماں
 دیں تو بن گیا اپنا رشکِ زباں لوگ کچھ ہیں یہاں اب بھی خوفِ زباں
 جن کی فرقہ پرستی ہے سب پر عیاں چہرہ دہشتی سے انکی ہیں صرف زباں
 خون سے رنگین ہوتی ہے اب داستان دیکھ کر اسکو روتے ہیں سب انہی جاں
 کاش ہو جائیں سب ہم قدم ہم زباں رشکِ جنت بنے گا مرا گلستاں
 آئیے آج ہے جشنِ جمہوریت

علم کی اہمیت و ضرورت

علم نعمت بھی ہے علم دولت بھی ہے
زندگی کی بڑی اک ضرورت بھی ہے

ہے جہالت اندھرا، غم زندگی
علم کے ساتھ ان کی راحت بھی ہے

علم انسانیت کا حسین تاج ہے
یہ شرافت بھی ہے اور عظمت بھی ہے

اپنے خالق کی پہچان کا نور ہے
قلب اور روح کی ایک جنت بھی ہے

علم کا سیکھنا اور سکھانا ہے فرض
اس میں عزت بھی ہے حسنِ خدمت بھی ہے

رہبر منزل کامیابی ہے یہ ہے
علم اللہ کی ایک رحمت بھی ہے

علم ہی سے عدالت شجاعت بھی ہے
علم ہی وقار سیاست بھی ہے

بزم کی شمع ہے رزم کی حبان ہے
شاعری اس کی مرہون منت بھی ہے

اس کی چوکھٹ پہ موسیقی دربان ہے
راز و آواز میں اس سے ندرت بھی ہے

پیشوا یا ن مذہب کا یہ قول ہے
علم کا سیکھنا ایک عبادت بھی ہے

علم کی جوت ہے رہبر زندگی
اس میں قوت بھی ہے اور ہمارت بھی ہے

اس کا انجام راحت ہے پر کیف ہے
اس میں پہلے پہل کچھ مشقت بھی ہے

مغربی دیس میں عام تعلیم ہے
اُن کا سرمایہ صنعت ہے حرفت بھی ہے

اس کا احسان ہر ایک شعبے پہ ہے
اسکی مہمنون اپنی زراعت بھی ہے

علم کو اپنا زیور بنائیں گے ہم
اسکی مشتاق ہر اک کی قسمت بھی ہے

دولتِ علم سے ہوں گے ہم مالا مال
تہرباں آج اپنی حکومت بھی ہے

اسکو اپنا کہ ہو جائیں گے سرخرو
اکثر جیوتی اسکیمِ نعمت بھی ہے

کوئی بے علم ہم میں نظر آئے تا
علم تو ایک قومی ضرورت بھی ہے

علم و صحت صفائی سے ہے بانگین
سرفرازی کی اپنی ضمانت بھی ہے

شیر خواروں کو ٹیکے دلائیں ضرور
اس سے وابستہ بچوں کی صحت بھی ہے

اپنا گھر اور آنگن سدا صاف ہوں
مارے کنبے کی اس میں مسرت بھی ہے

اِسکے آگے خجل نجمِ ناقب بھی ہے
اِسکے انوار میں قومی وحدت بھی ہے



وقت کے اس تقاضے کو پہچان لو حق تعالیٰ کی مرضی پہ چلتے رہو
چاک ہونے نہ دو دامن صبر کو اپنے سرکارِ رحمت کو آواز دو
آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

ہم ہیں ابنائے آدمِ برے یا بھلے اور مصائب کے دامن میں ہیں پلے
آئیے آدمیت کے پرچم تلے سطحِ دریا پہ کشتی سلامت چلے
آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

غمزوؤں دکھ بھروں کی حمایت کرو مال و دولت سے اُن کی اعانت کرو
خوش عقیدت کو شمعِ ہدایت کرو دینِ اسلام کی دل سے خدمت کرو
آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

اور لرزتا ہے ثاقب کے ماتھوں قلم دیکھ کر چار جانب یہ ظلم و ستم
ہم جو کھینچتے رہیں گے نہیں اس کا غم خوں سے روشن رہے اپنی سمعِ حرم
آپسی دشمنی چھوڑ دو بھائیو
وقت کا بھی تقاضا ہے یہ دوستو

اِسکے پہلو میں حکمت ہے صنعت بھی ہے اِسکے دامن میں دولت ہے عزت بھی ہے
علم کی روشنی کیلئے آئیے

اِسکے ہمراہ ساری خدائی بھی ہے اِسکے ہمراہ صحت صفائی بھی ہے
علم کی روشنی کیلئے آئیے

بغض اور دشمنی کو مٹاتا ہے علم باہمی دوستی کو بڑھاتا ہے علم
علم کی روشنی کیلئے آئیے

اِسکو فرقہ پرستی سے ہے دشمنی فکر ہے اِسکو یکجہتی اور قوم کی
علم کی روشنی کیلئے آئیے

آئندہ اِسکی حکومت کا احسان ہے علم کو بانٹنے کا یہ سامان ہے
علم کی روشنی کیلئے آئیے

اپنی ناخوشدگی پر نہ آہیں بھریں اِسٹرا جیوتی دیتی ہے دعوت تمہیں
علم کی روشنی کیلئے آئیے

علم ہی سے ہے تاقی کی ساری خوشی علم ہی سے ملتا ہے اُسے شاعری
علم کی روشنی کیلئے آئیے

علم کے لئے چلو

علم کو شمع ہستی بناتے چلو
اپنے ارماں کی دنیا سجاتے چلو

زندگی سے جہالت مٹاتے چلو
اپنی دنیا کو روشن بناتے چلو

جادو منزل کامیابی ہے علم
پاؤں اس رہگذر پر بڑھکاتے چلو

علم ایک نور ہے علم اک تاج ہے
آرزوؤں کے سر پر سجاتے چلو

زندگی میں بہاروں کا ضامن ہے علم
اسکو سینے سے اپنے لگاتے چلو

روح کی شادمانی ہے اس کا قد و غ
قلب کو اس سے روشن بناتے چلو

عزم و استغ کو اپنا بناؤ رفیق
ہر رکاوٹ کو اس میں ہٹاتے چلو

شرم ہے اور ندامت ہے ناخواندگی
علم کو اپنا مقصد بناتے چلو

عمر کی کوئی قید اس میں حائل نہیں
ہر قدم اس میں اپنا اٹھاتے چلو

جسم و جاں کی صفائی ہے اک روشنی
اسکو معمول اپنا بناتے چلو

اکثر جیوتی اسکیم آئی ہے اب
فائدہ اس سے اپنا اٹھاتے چلو

زندگانی میں یہ بھی عبادت ہی ہے
خود پڑھو دوسروں کو پڑھاتے چلو

علم ہی سے تو ثاقب ملی شاعری
بھائیوں کو یہ لقمہ سناتے چلو



جذبات طالب علم

میں طالب علم ہوں مجھ کو کتابوں سے محبت ہے
میں انسان ہوں مجھے انسانیت سے الفت ہے کچھ ایسے ہیں جن کو اپنے ہم جنسوں سے نفرت ہے
نہ ہو کچھ فرق مذہب فکر میں یہ آدمیت ہے تمام ابنائے آدم میں یہی اک وصف وحدت ہے
میں طالب علم ہوں مجھ کو کتابوں سے محبت ہے

میرے پہلو میں جو دل ہے وہ اک الفت کی بستی ہے یہ سچی وہ ہے جس میں کچھ بلندی سے بستی ہے
یہی گنجینہ عشرت متاع کیف و مستی ہے اسی کے نور سے روشن چراغ بزم ہستی ہے
میں طالب علم ہوں مجھ کو کتابوں سے محبت ہے

بساؤں گا وہ دنیا راج ہو جس میں محبت کا مادہ لگ جہاں میں فرق امارت اور غربت کا
بساؤں گا وہ دنیا راج ہو جس میں محبت کا جہاں پر بول بالا ہو صداقت کا عدالت کا
میں طالب علم ہوں مجھ کو کتابوں سے محبت ہے

میں سائنس اور حکمت کے چراغوں کو جلاؤں گا میں انسانوں کے اندر بزم الفت کو بجاؤں گا
 پڑا ہے درمیاں نفرت کا جو پردہ اٹھاؤں گا زمیں کو عافیت کا ایک گہوارہ بناؤں گا
 میں طالب علم ہوں مجھ کو کتابوں سے محبت ہے

زمیں پر ہوں مگر میری کمندیں ہیں تاروں کی رسانی ہے خلاؤں میں مرا بس ہے فضاؤں کی
 حیاتِ حسنِ عالم ہے ابھی میرے سہاروں کی نظامِ بزمِ ہستی ہے فقط میرے اشاروں کی
 میں طالب علم ہوں مجھ کو کتابوں سے محبت ہے

کوئی مذہب ہو حق کا راستہ ہم کو دکھاتا وہ جو حیوانِ ناطق ہیں انہیں انسان بناتا
 دلِ انسان سے بغض اور کینے کو مٹاتا ہے زمین گونیک ہو کر غلہ کا مزدہ سناتا ہے
 میں طالب علم ہوں مجھ کو کتابوں سے محبت ہے

میں بھونرا ہی نہیں ہوں بس ادب کے لازاروں کا مجھے معلوم ہے سب حالِ دریاؤں کی دھاروں کا
 حقیقت آتش ہے ربِ مراد میں رسانیِ آفتاب زمیں کا آسمان کا چاند کا سورج کا تاروں کا
 میں طالب علم ہوں مجھ کو کتابوں سے محبت ہے

حفظِ قرآن

فخرِ انسان ہے حفظِ قرآن
حفظِ ایمان ہے حفظِ قرآن

دین و دنیا کی یہی دولت ہے
حفظِ قرآن ہے حفظِ قرآن

وصفِ بہم اور کہنا ملتا ہے
دین کی جہان ہے حفظِ قرآن

معجزہ صاحبِ قرآن کا ہے
اتنا آسان ہے حفظِ قرآن

جس پہ اللہ کا ہوتا ہے کرم
اس کا پہچان ہے حفظِ قرآن

دل میں ہو جاتی ہے شمعِ روشن
نورِ عرفان ہے حفظِ قرآن

کتنا خوش بخت ہے حافظِ اس کا
فضلِ رحمان ہے حفظِ قرآن

اس کا حصہ ہے شفاعت کرنا
ایسا سامان ہے حفظِ قرآن

اپنے مالک کے قرین رہتا ہے
حق کا دامن ہے حفظِ قرآن

قدرِ داں اس کے ملائک بھی ہیں
کیتنا ذیشان ہے حفظِ قرآن

ہم تو مجبور ہیں مظلوم بھی ہیں
اپنا دربان ہے حفظِ قرآن

دیکھو مدرسہ زہرا میں
اس کا فیضان ہے حفظِ قرآن

قابلِ قدر ہے جذبہٴ ثاقب
دل کا ارمان ہے حفظِ قرآن



آوازِ حق

مشرق و وسطیٰ کے حالیہ بحران پر ایک تجزیاتی نظم

اسلام اے مردِ عالی پاہم
تیرے آگے گردنِ دوراں ہے خم

تیرے عزمِ آہنی کے سامنے
دست بستہ کبوں نہ ہوں عروجِ عجم

بن گیا آئینہ خانہ زیستِ کما
سجدہ کرتے ہیں جہاں سیم و درم

کوہِ سارِ طاقت ملت ہے تو
طوف کرتے ہیں تیرے زر کے صنم

لرزہ بر اندام ہے مغرب بھی
تیرے آگے سرنگوں جاہ و حشم

تہلکہ اک اُن میں برپا کر دیا
وہ جو خوابیدہ تھے اندر بیچ و خم

تیری جبروت کی جو کوندیں بجلیاں
تللا اٹھے ہیں پیرانِ حرم

صرف اک امکان پر ہوش اڑ گئے
دیکھتے دولت کے بندوں کا بھرم

شرک کی آغوش میں لے لی پناہ
مقام رکھے ہیں وسیلے کے قدم

حسبِ پنج لیجئے دعویٰ ایمان کو
بن گئے بے دین کے اب ہم قدم

۵۰

منس کے سپتے ہیں یہودی مار کو
اور کر دیتے ہیں گردن اپنی خم

اپنے بھائی کے مقابل میں یہہ طور
غیر کے قدموں سے ٹوٹا ہے بھرم

وہ یہود اور زور بازو دیکھئے
بے بسی ہے اس طرف شکل درم

ایسے ٹوٹے کو تو ٹوٹا چاہیئے
کھوکھلے ہوں جن کی قوت اور دم

یاسیت میں اب ہیں کچھ خوفناں
جن کا تھا ارمان دنیا رو درم

حاشیہ برداروں سے ہم دور ہوں
اپنی نظروں میں رہے شمع حرم

وہ یہودی اور وہ بھی اللہ مان
قبا یضین بیت مقدس و حرم

جب تلک ان کا رہے گا اقتدار
اہل ایمان کو رہے گا رنج و غم

غیرت قومی ہوئی بے جان حیف
اب کہاں ماضی کا وہ زندہ بھرم

اس طرف بے عیش و عشرت کی حیات
اور چلتی ہے ادھر تیغِ ستم

اُس طرف ہیں صرف لاکھوں صفا بہ صفا
ہم کروڑوں میں ہیں لیکن اُن سے کم

دولت و زر کے تقاضوں میں پھنسے
بٹ گئے ہیں بیسیوں ملکوں میں ہم

وحدتِ ملی و ملکی چاہیے

ہے خدا بھی ایک، اک اس کا حرم

بادشاہت اور ملوکیت ہے زہر

جو مٹا دیتا ہے ملت کا بھرم

چاہیے اسلام کی جمہوریت

ہے یہی تا باقی نورِ قدم

مملکت ہو اک عظیم اسلام کی

دشمنوں کا دیکھ کے گھٹ جائے دم

سر بلندی ہے انھیں کے واسطے

منتشر اجزا اگر ہو وین بہم

ان کا قدرِ مشترک چاہیے ایک

وہ ہے تعظیمِ رسولِ محترم

دین حق کا لہول بالا ہو و ملاں
عظمت سرور میں ہوں سب ہم قلم

اولیائے حق جو منعم حصیں سبھی
دل بنے ان کی محبت کا حرم

جذبہ شوقِ شہادت دل میں ہو
عظمتِ اسلام ہو بس محرم

حرب کی طاقت سے ہوں آرامت
بے بقول اقبال تقدیر اُحم

آج مغرب کو ہے جو مشرق پہ فوق
دانش و سائنس کا لطف و کرم

ہم ہیں ہر انداز سے پسماندہ
اس سے ہیں مرغوب اور مغلوب ہم

اب تو کر لیں ہم میں پیدا انقلاب
درس دیتا ہے زمانہ ہر قدم

سیس کی دیوار بن کر ہم رہیں
دشمنوں کے سامنے ثابت قدم

ہو عقیدے اور ایمان میں اثبات
زر کے بل پر ٹوٹنے پائیں نہ ہم

راہِ سُدور اور صحابہ پر چلیں
ہوں نہ ہرگز بندہ حبّ و حشم

اس صدی میں تفرقوں کا ہے عروج
پشت پر ہے جسکی دینار و درم

امتحان کی منزل پر خار میں
تھام کر دامن رہیں ثابت قدم

۵۵
وہ قصیدے گارہے ہیں ہر طرف
حال پر جن کے بنے کچھ لطف کرم

اپنا سرا یا وہ جس پر ناز ہے
ہے فقط عشق رسول ذی کرم

ہیں صحابہ اور ولیوں پر فدا
ہیں نظر میں بس وہی نقش قدم

ساتھ ایمان کے غریبی ہے قبول
ہے نظر میں اسوہ شاہ احم

کعبہ اور گنبد کی ہر تقدیس پر
جان دینے کو بھی ہیں تیار ہم

یا الہی سب کو دے توفیق نیک
مصلحت کوشی میں بہہ جائیں ہم

پاک کر دے پاک ارضِ پاک کو
اے خدائے پاک کر دے یوں کرم

رکھ سلامت لئے خدا بغداد کو
ہے وہاں لختِ دل خیر الامم

دشمنانِ دینِ ذلیل و خوار ہوں
خاک میں مل جائے سب انکا بھرم

واسطے غوثِ الوریٰ و مصطفیٰ
عالمِ اسلام پر فرما کرم

قادر مطلق فقط اک آپ ہیں
ہے مشیت آپ کی سب سے اہم

ثاقبِ عاصی کی سن لیجئے دعا
ہے غلامِ حضرتِ شاہِ امم

سراپائے اردو اپنی اردو زبان سے خطاب

اے زباں تجھ پہ ہے تیرے ثاقب کوناز
تیرے چشمِ کرم سے ہوا سرفراز

قوتِ نطق تیرے ہی صدقے بڑھی
روشنیِ ذوقِ شعرو سخن لگی ملی

تیرا دامن ہے اک گلشنِ صد بہار
پھول ہی پھول اس میں نہیں کوئی خار

سب زبانوں میں تو ہے حسین بالیقین
بزمِ انجم میں ہو جیسے ماہِ مبین

تیری تخلیق قدرت کی سوغات ہے
تو زبانوں کی تابندہ بارات ہے

ہرزباں نے جستجھے اپنی تنویر دی
تیرے انداز کو حسین تاثیر دی

ہند کی گودی میں جب تو پیدا ہوئی
خلقتِ ہند سب تجھ پر شیدا ہوئی

جب تو دلی سے بڑھ کر دکن آگئی
بھمنی سلطنت تیری ہمدرد ہوئی

جب تو چلنے لگی اور پھرنے لگی
ہر طرف تیری چاہت بھی بڑھنے لگی

تجھ کو اپنائے جاتے تھے شاہ و گدا
تیرے شہدائی تھے اصفیا و تقیا

سب نے تجھ کو خراج عقیدت دیا
دولتِ فکر سے تیرا دامن بھڑا

تیرے رطب اللسان تھے سر آج و ولی
تیرے شہکار شب رس "قطب مشتری

جب ولی تجھ کو لے شہرِ دلی گئے
شہر والوں کے دل تجھ پہ آ ہی گئے

تیرے رخسار و گیسو سوارے گئے
تجھ پہ رنگ بہاراں چڑھائے گئے

میر و غالب پرستار تیرے ہوئے
اور چکبست و سرشار تیرے ہوئے

چار چاند اب تیرے نام کو لگ گئے
ہند میں ہر طرف تیرے ڈنکے بجے

تیری تصویر ہر ایک کو بھاگئی
تیرے پرچم کی ضوہر طرف چھاگئی

پھر تو تو حکمرانِ وطن بن گئی
اور تو رنگ و بوئے چمن بن گئی

تو علمدارِ تہذیبِ گنگ و جمن
نقطۂ اتصالِ شمال و دکن

سرنگوں تیرے آگے ہے ہر فکر و فن
ریشہِ صد گلستاں ہے تیرا بانگین

تو وہ بے مثل گلستہٗ الٰہ
جو فصاحتِ بلاغت کا ہے آئینہ

تو زبانوں کے ایوان کی شہتیر ہے
تو دلوں کو ملانے کی زنجیر ہے

تجھ میں تنویر بکھیتی، قوم ہے
تجھ میں نیرنگ بیداری، قوم ہے

ورثہ مشترک ہند کی جب بنی
اہل مغرب کی نظروں میں تلوار تھی

لزم آزادی ہند میں صفِ تسکن
بزم امن و امان میں چمن درچمن

جو حیرت ہوں کیوں کوئی بیزار ہے
کب رواداریوں کو سزاوار ہے

جس جگہ تو نے لہرایا پرچم، وہیں
کوئی شنوائی اب تیری ہوتی نہیں

بات دنیا میں دیکھی نہ ایسی کہیں
تیرے گھر میں تیرا کچھ علاقہ نہیں

تیرا موقوف اب عیاں چہن کر دیا
تجھ کو اندر وطن بے وطن کر دیا

جب تو ارضِ شمالی سے آئی دکن
بن گئی اہل دکن کی تو جان و تن

تجھ کو اپنا کے سرشار تھا یہ دکن
تجھ سے عثمانیہ نے لیا بانگین

تو نے اُس کو کیا فخر نبد و ستاں
دور انگیریزیت میں رہی حکمران

آصفی دور نے تجھ کو چمکا دیا
تیرا گلشن رہا مدتوں تک ہرا

تیرے گھر والے اب تجھ سے انجان ہیں
پر یہاں تجھ پہ اب سب ہی قربان ہیں

خود حکومت نے اک فیصلہ یہ کیا
تجھ کو اہل علاقہ کا درجہ دیا

تیری توقیر سے کم ہے یہ فیصلہ
ہو زباں دوسری تو یہاں بر ملا

ہاں حکومت سے اب اسکی امید ہے
چاہنے والوں کی تجھ کو تائید ہے

تو ہے ہندی کی ہمیشہ رُخورد سال
دونوں مل کر رہیں تو رہیں لازوال

ہندو اے اگر تجھ سے الفت کریں
مثل شیر و شکر ایک ہو کر رہیں

مانتے ہیں کہ تجھ میں عجب ہے مٹھاس
تیری غزلوں سے بھرتی ہے سب کی پیاس

اب بھی پُر نور ہے یہ تیری آن بان
شاد تجھ سے کسان اور فوجی جوان

ہاں یہ سچ ہے کہ جب انقلاب آ گیا
تجھ کو دشواریوں کا ہوا سامنا

گردشِ دور میں ایسا ہوتا رہتا ہے
پر مصائب سے رُبتہ اُبھرتا بھی ہے

فکرت کر کے تجھ کو لگا ہے کہن
اب بھی رشک چراغاں ہے تیری چین

دن پھر بتگئے کہ پھر تجھ کو عظمت ملے
تجھ کو رحمتِ علی سے جلالت ملے

اک تیرے چاہنے والے رہیں یہ
تیری تسویر سے مثلِ اختر ہیں یہ

تیرے جلووں کی ہے ان میں جادو گری
ان کے دم سے بڑھے گی تیری روشنی

ان کے دم سے پھلے پھولے تیرا چمن
اور تو ہو مثال گلاب و سمن

اب بھی تیرے مخالف بھی کچھ کم نہیں
تنگ ہونے لگی تجھ پہ تیری زین

تیرا دم بھرنے والے بھی کم ہو گئے
تلگو انگلش کے آباد ہیں مدرسے

کس میر سہی میں ہیں درس گاہیں تیری
مرثیہ تیرا پڑھتے ہیں کچھ آج بھی

پر حکومت کو اب اس کا احساس ہے
اسکو تیرے تقاضوں کا کچھ پاس ہے

آج اردو کی یہ فکر بے جا نہیں
اس نے موقف معاشی جو پایا نہیں

شکر ہے اب اکیڑھی تو زندہ ہوئی
اُردو والوں کی اک آس تو بن گئی

اس سے وابستہ ہے اب ادیبوں کی آس
اس سے بچھ جلے گی شاعری کی پیاس

اُردو تعلیم کے مسئلے ہوں گے حل
آج سے اور بہتر بنے اس کا کل

ہم کو بھی چاہیے ہم بھی آگے بڑھیں
اپنی اُردو کا ہم ہر قدم دم بھریں

سب ہی کندھے سے کندھا ملا کر چلیں
اس کا چھینا ہوا حق دلا کر رہیں

اب قدم ہم بڑھائیں گے لیکر اُمید
فضلِ رب ساتھ ہو تو نہیں کچھ بعید

اپنے مالک سے شاقب کی یہ ہے دعا
کا میا بی عطا کر ہمیں اے خدا



آندھرا پردیش اردو اکاڈمی

اُردو کی ایک ضرورت اُردو اکاڈمی ہے
اُردو کا حسن صورت اُردو اکاڈمی ہے

یہہ آندھرا کی بیٹی ایللی اک دو شیزہ
ایسی زباں کی عظمت اُردو اکاڈمی ہے

اپنے جلیں سے یہہ پائی ہے اک جلالت
اب زندگی کی صورت اُردو اکاڈمی ہے

آئے گی اب بہار نو اس کے گلستاں میں
اُردو کی بامِ رفعت اُردو اکاڈمی ہے

ہر آرزو تمنا وابستہ ہو گئی ہے
ہم سب کی اک حرارت اُردو اکاڈمی ہے

تاروں کی بزم میں تو مثلِ قمر سوروش
تجھ میں عجب صباحتِ اُردو اکاڈمی ہے

موزوں ترین ہاتھوں اب اسکی آبرو ہے
اک مرکزِ بلاغتِ اُردو اکاڈمی ہے
فیضِ عیم اس کا ہے مرکزِ تو بہرہ
اب ایک خوانِ نعتِ اُردو اکاڈمی ہے
اس کے وسیلے اپنی منزل کو پا ہی گئیگی
اک زینہٴ بغیر عتِ اُردو اکاڈمی ہے

اُردو ادب کو ہو گا اس سے فروغِ حاصل
اب مائلِ اعانتِ اُردو اکاڈمی ہے
تجھ پر نہارا اپنا نذرانہ کر رہا ہوں
دل میں تیری محبتِ اُردو اکاڈمی ہے
تیری حیاتِ نو سے مسرور و شادماں
شاقب کی تجھ سے عزتِ اُردو اکاڈمی ہے

”سید وِن“ کی ترجمانی ایک شاعر کی زبانی

اپنے فیضان کا بہتا ہوا دریا سید وِن
پست طبقات کا دلدار و سہارا سید وِن

اس سے روزی کے کھلے آج ہزاروں ہی در
فخرِ چہ ناز کے قابل ہے ہمارا سید وِن

ڈگریاں کام نہ آئیں تو پریشان نہ ہو
نامرادوں کو دکھاتا ہے یہ رہنما سید وِن

یہ بنادیتا ہے ہر عزمِ ارادے کو چٹان
نوجوانوں کی تمنا کا اجالا سید وِن

دور ہو جائیگی بیکاری یقیناً اس سے
کامیابی کی وہ منزل بھی دکھایا سید وِن

۷۰
قومی بکھیتی کے انوار کی اک شمع ہے
سارے طبقات کو اک سمت دکھایا سٹون

قابل ناز ہیں اب اپنے وزیرِ اعلیٰ
بن گیا اُن کی تو جہم کا نشانہ سٹون

ہند بھر میں نہیں اب کوئی بھی اس کا ثانی
خنارِ یڈی کی قیادت کا ہے سہرا سٹون

یہ گروڑوں کی اعانت سے نوازے ہیں اسے
اپنے فیضان کا ہو گا یہ ہمالہ سٹون

اُن کا ہے اہل وطن پر یہ یقیناً احسان
اک نئی شان سے یہ ہو گیا زندہ سٹون

اسکو بے فیض بنا رکھا تھا تلگو دیشم
ریڈی صاحبؔ یہ پھر جوش پہ آیا سٹون

اس سے پسماندوں کی امید ہوئی و البتہ
انکی بہبود کا ہے ایک ذریعہ سٹون

ایک خواہ کوہاں لاکے بٹھائی قدرت
بن گیا اب یہ حکومت کا بھروسہ سٹون

دم سے خواہ کے دکن میں یہ چمک جائے گا
کیوں نہ کہدوں ایسے پر نور ستار سٹون

آپ مخلص ہیں جفاکش ہیں فرائض کا جتن
اب تو بن جائے گا یہ سب کا دلار سٹون

آج سرگرم ہوئی پھر سے حویلی قدیم
فیض بخشی کی عجب یاد دلایا سٹون

لڑکیاں فیض اٹھانے لگیں کمپیوٹر کا
ان کی روزی کا بھی بنتا ہے سہارا سٹون

کارخانہ یہ اگر بتی کا قایم کر کے
عورتوں کے لئے روزی کو سہا یا سٹون

روز، روزی کی امیدوں میں ہزار آتے ہیں
بے یہ بچھڑے ہوئے لوگوں کا سہارا سٹون

خود کفالت کا ہوں ضامن اگر اپناؤ مجھے
اہل دکن کو سنا تا ہے یہ مرثدہ سٹون

پھر سے سو جلے گا ہم دوش چمن شہر قدیم
جب غریبی کا اٹھا دے گا یہ پردا سٹون

اسکے اغراض و مقاصد میں ہے توقیر حیات
زندگی کا یہ سکھاتا ہے قرینہ سٹون

زندگی بڑھ کے یہ منزل پہ پہنچ جائیگی
اسکی گاڑی کا ہے مضبوط سا پہیہ سٹون

وہ جو تعلیم سے آراستہ ہیں اور نہیں
دونوں طبقوں کو دلاتا ہے بلا واسطہ

ہند میں روشنی پھیلے گی یقیناً اس کی
اک عجب شان سے جلتی ہے یہ شمعہ سٹون

پایاں آکے بھالیں گے پیا سے اپنی
اک ابلتا ہو ابن جلّے کا چشمہ سٹون

اس سے پیدا ہوئی اس شہر میں گہا گہمی
اب ترقی کا یہ بن جلّے کا زینہ سٹون
جسکی منزل نہیں ساحل کے سوا اور طرف
نوجوانوں کی ترقی کا وہ دھارا سٹون
قومی تعمیر کا ہے ایک ذریعہ سٹون
بن گیا ہے یہ ہزاروں کا گدازا سٹون
کیوں نہ تعریف کروں اسکی میں دل بکھتا
بن گیا ہے میرے احساس کا نغمہ سٹون

ہمدرد نگر کا میکس تٹی دہلی

فیضانِ عمومی کا محور ہمدرد نگر ہمدرد نگر
ہے سارے اداروں میں برتر ہمدرد نگر ہمدرد نگر

ہیں اسکی فضائل دل افزا ہے حسنِ سراپا رشکِ ارم
گھر کر ہی لیا دل کے اندر ہمدرد نگر ہمدرد نگر

یہ نازش و فخر وئے زمین ثانی ہی نہیں ہے اسکا کہیں
ہر دیکھے والے کا دلبر ہمدرد نگر ہمدرد نگر

ہے اپنی اُمیدوں کا گلشنِ فیضانِ کس میں پھول کھلے
احسان ہے ملت کے سر پر ہمدرد نگر ہمدرد نگر

محمود ہوا سبحان اللہ یہ سچ حمید و حامد سے
ولی کا ہے اک روئے نور ہمدرد نگر ہمدرد نگر

دیجان کی خوشبوئے خوشتر ماحول کی یہ زیب زینت
فردوس کی صورت کا ہمسر ہمدرد نگر ہمدرد نگر

ایوان حسیں بے چاروں طرف اشجار ہیں پہرہ دار بنے
اٹھلاتی ملی باد صحر ہمدرد نگر ہمدرد نگر

تکلیں کے طبیب ہا ذق اب اور قحطِ بجائی کم ہو گا
ڈھلتے ہیں یہاں ایسے جو ہر ہمدرد نگر ہمدرد نگر

دیکھیں جو یہاں نظریں ہر سو، الفاظ بیاں سے قاصر ہیں
دل کہتا ہے، ہے خلد نگر ہمدرد نگر ہمدرد نگر

یکجہتی قومی کا مرکز اسلاف کی قدروں کا ہے اس
اک شہکار قومی کلچر ہمدرد نگر ہمدرد نگر

کم خرچ میں صحت اور شفاء دیتا ہے نہیں اسمیں کچھ
مونس بھی ہے اور غر بار پر ہمدرد نگر ہمدرد نگر